جدید تقاضے اور انسانی آزادی

عبدالمنان بورے والہ

آج سے ایک مدت پہلے یہ موضوع زیر بحث رہا کہ جدید تقاضوں کے مطابق انسان کو کہاں تک آزادی ہونی چاہئے۔ اس بحث کی تکمیل نہ ہوئی تھی کہ انسان اس سے بہت آگے بڑھ گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز اپنی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہی اپنی حقیقت اور اصلیت کو قائم رکھ سکتی ہے جب اس کی حدود کے بند ٹوٹ جائیں تو پھر اس سیلاب کو روکنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ آزادی نسواں کے سلسلے میں کچھ حدود مقرر کر دی جائیں سیاسی آزادی جو ہر انسان کے لئے مطمع حیات ہوتا ہے۔ اس میں بھی اگر متعینہ حدود کا لحاظ نہ رکھا جائے تو ایسی آزادی بھی ایک عذاب بن جاتی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ضروریات و خواہشات انسانی کی حدود مقرر کرنے کا کس کو حق ہے۔ اور کون کر سکتا ہے؟ ضروری ہے کہ اس کے لئے کسی بالا ہستی کا خوف انسان اور معاشرے کے دل میں ہو۔ اس کی رہنمائی پیش نظر ہو۔ اس بالا ہستی کا احترام ہو۔ اسکے علاوہ مختلف آزادیوں کی حدود کو اخلاق متعین کرتا ہے۔ یوں تو اخلاق عامہ کا تصور ہر قوم میں موجود ہے۔ لیکن اس کی حیثیت سطحی ہوتی ہے اور اس کا دائرہ ظاہری عمل تک ہی رہتا ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر مذہب ایک ایسا لائحہ اخلاق مرتب کرتا ہے۔ جو ظاہری اور باطنی اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ فرد اور معاشرے کے اخلاق کو بہتر بنانے کا لئے مذہب کی ضرورت ہوگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جب دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں اور ان کا دعویٰ بھی ہے کہ وہ اخلاقی تعلیم بھی دیتے ہیں تو وہ کونسا مذہب ہے جو انسان کو صحیح اخلاق سے مزین کرنا چاہتا ہے۔

> جب ہم اپنے ملک میں ایک غیر اخلاقی نظام کو رائج کر رہے ہیں
> تو اس کے بعد پریشان ہونا کہ ہمارے نوجوانوں میں بے اطمینانی
> کیوں ہے؟ عبث ہے

سب سے پہلے جو مذاہب آئے ان کا تعلق ایک محدود طبقہ یا علاقہ تک ہی رہتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت دنیا کے عوام منتشر تھے۔ وسائل رسل ورسل آسان نہ تھے۔ دنیا ابھی بچپنے میں تھی۔ آخر دنیا جب اپنے شباب کو پہنچی تو اس وقت ایک ایسے مذہب کی ضرورت محسوس کی جانے لگی جو ساری دنیا کے لئے رہنمائی کا کام کرے اور یہ مذہب اسلام تھا۔

اسلام نے سب سے زیادہ زور کردار و عمل اور اخلاق پر دیا ہے کسی نے ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو آپؓ نے جواب میں فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے اس سے مقصود یہ تھا کہ حضورؐ کا اخلاق قرآن کے عین مطابق تھا اور پھر قرآن میں اللہ کریم فرماتا ہے کہ اپنے اخلاق کو خدا کے اخلاق پر رکھو جس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو صحیح اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔

اس وقت دنیا کے نوجوانوں میں ایک بے چینی اور اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے اضطراب کو مختلف ہنگاموں کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے دانشور اس بے اطمینانی کو دور کرنے کے لئے مختلف تجاویز سوچ رہے ہیں لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کریں وہ جب بھی اس اضطراب کا حل

سوچتے ہیں اُس میں طلبا کوئی نہ کوئی نئی نکال لیتے ہیں طلبہ اور نوجوانوں کی بے چینی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ تعلیم میں بچوں کے اخلاق کو بہتر بنانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی یہ تمام ممالک عیسائی ہیں عیسائیت نے اگر چہ ایک حد تک اخلاق کی اچھی تعلیم دی لیکن تعلیم اور مشینی دور کے شروع ہوتے ہی مغرب میں مذہب کی حیثیت اجتماعی نہ رہی بلکہ انفرادی رہ گئی آج اس کا نتیجہ یہ کہ مغرب میں اخلاق کا دیوالہ نکل گیا ہے اور جب طلبا نے اخلاق کی حدود کو توڑ دیا وہ جو بھی کریں کم ہے۔

یہ عذاب ہمارے ہاں بھی یورپ سے گھس آیا ہے اور ہمارے نوجوانوں پر بُری طرح اثر انداز ہو رہا ہے اس کے وجہ یہ ہے کہ انگریز نے بر صغیر پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں وہی نظام تعلیم جاری کیا جو یورپ میں موجود تھا۔ کوئی آزادی اس وقت تک صحیح موثر ثابت نہیں ہو سکتی جب سیاسی آزادی حاصل کرنے والوں کو ذہنی آزادی نصیب نہ ہو۔ جسمانی آزادی بھی ذہنی غلامی پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی اور نہ صرف بے کار ہو کر رہ جاتی ہے بلکہ صدہا معاشرتی برائیوں کا سبب بنتی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد نظام تعلیم کی تبدیلی کو شدت سے محسوس تو کیا جاتا رہا ہے اور عام جلسوں میں اس نظام تعلیم کی خرابیاں بھی بیان کی گئی۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ گزشتہ ۵۰ سال سے ہم نے مرض کے تشخیص بھی کر لی ہے لیکن اس بیماری کو دور کرنے کے لئے ابھی تک کوئی نسخہ تجویز نہیں ہوا۔ اگر ہوا بھی تو اس کو ابھی تک استعمال نہیں کیا گیا۔

ظاہر ہے کہ جب ہم اپنے ملک میں ایک غیر اخلاقی نظام کو ترویج دے رہے ہیں تو اس کا بعد اس پر پریشان ہونا کہ ہمارے نوجوانوں میں یہ بے اطمینانی کیوں ہے؟ عبث ہے کیونکہ

اے باصبا ایں ہمہ آوردہ تست

اسلام مسائل عالم میں ایک ایسا توازن قائم رکھتا ہے جس میں کہیں کوئی جھول نظر نہیں آتا لیکن اس کا کیا علاج ہم اسلام کے دعویدار ہوتے ہوئے اس پاکیزہ اور امن و امان کی تعلیم کو اپنے ہاں اپنانے کے لئے اب تک تیار نہیں ہوئے۔

اس وقت اس امر کی بڑی اشد ضرورت ہے کہ دنیا میں قیام امن اور اخلاق کو بہتر بنانے کے لئے کسی ایک ملک کو مثالی حیثیت دی جائے۔ اس سلسلے میں پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جس میں اس تجربے کو آزمایا جا سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے زعماء سیاسی بلندیوں کے شوق سے نیچے اتر کر ملک کے معیار اخلاق کو صحیح اسلامی اصولوں پر قائم کرنے کی کوشش کریں۔ وقت کی یہ سب سے بڑی ضرورت ہے۔

جو شخص لالچی ہو وہ حق گوئی کی جرات نہیں رکھتا

منصور کے پاس چند زہاد آئے ان میں سے ایک نے کہا: خدا نے تمام دنیا تجھے عطا کر دی ہے کچھ حصہ زمین کے بدلے تھوڑی سے آخرت کی آسائش بھی خرید لے۔ اس رات کو بھی کبھی کبھی یاد کر لیا کر جس کے بعد کوئی رات نہ آئے گی۔

منصور یہ سن کا خاموش ہو گیا اور حکم دیا کہ ان کو کچھ انعام دیا جائے۔ انہوں نے کہا جس کو انعام لینے کی خواہش ہوتی ہے۔ اس کو بادشاہوں سے ایسا کلام کرنے کی جرات نہیں ہوتی۔

جامعہ سلفیہ کے پرنسپل پروفیسر محمد یٰسین ظفر کی والدہ رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
ممتاز شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

بتاریخ 22 اکتوبر بروز پیر جامعہ سلفیہ کے پرنسپل پروفیسر محمد یٰسین ظفر کی والدہ ماجدہ حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر چک نمبر 223/E.B نزد گوگومنڈی میں ادا کی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء مشائخ، اساتذہ و طلبا کے علاوہ مقامی لوگوں نے بھی شرکت کی۔ نماز جنازہ ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں دیگر معززین کے علاوہ رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن، خازن جامعہ سلفیہ صوفی احمد دین، شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی، مولانا حافظ مسعود عالم، مولانا حافظ محمد شریف، مولانا عبدالقادر ندوی، مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد یونس بٹ، قاری محمد رمضان، مفتی عبدالحنان، مولانا انس مدنی مدیر کلیۃ دارالقرآن، مولانا محمد ھود، مولانا حبیب الرحمٰن خلیق، مولانا عبدالستار حماد، مولانا حافظ عبدالستار کرملی والے، مولانا عابد مجید، رانا محمد یاسین شاہین اور مرزا سجاد انور کے علاوہ جامعہ سلفیہ کے تمام طلباء اور اساتذہ نے خصوصی طور پر شرکت کی۔

مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں نہایت عبادت گزار اور ذاکرہ تھیں علماء کرام کی خدمت کو سعادت سمجھتی تھیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ ادارہ جامعہ مولانا محمد یٰسین ظفر کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

سیکرٹری اطلاعات ونشریات
جامعہ سلفیہ فیصل آباد